للّٰہی محبت، للّٰہی بغض اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کا حقیقی مفہوم

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / جون 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (آل عمران: 104)

پھر فرمایا:۔

یہ آیت کریمہ جس کی پچھلے دو خطبات میں بھی تلاوت کر چکا ہوں اسی کا مضمون جاری ہے لیکن اس سے پہلے میں چند اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ آج سے ان کے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں اس لئے ان کو بھی خصوصی دعاؤں میں شامل کیا جائے۔ جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا پانچواں جلسہ سالانہ کل گیارہ جون سے شروع ہو رہا ہے، دو دن جاری رہے گا۔ اس میں پہلے دو دن تو علمی تقاریر اور جو روایتی جماعت کے پروگرام ہیں وہ ہوں گے لیکن ایک دن آخر پر مذہبی رواداری کے نام پر سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے جس میں تمام بڑے

بڑے مذاہب کو موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے نمائندے بھیجیں اور اپنے مذہب کے نقطہ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بڑے بڑے اہم نمائندوں نے دعوت کو قبول کر لیا ہے وہ بھی اس سیمینار میں شریک ہوں گے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ یارک (یہ کینیڈا میں ہے) کا تیسرا جلسہ سالانہ اور اجتماع بارہ جون بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ آل آندھرا پردیش خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع کل گیارہ جون سے شروع ہو رہا ہے اور اس کے بعد جلسہ پیشوایانِ مذاہب ہوگا۔ لجنہ اماء اللہ میونخ ریجن کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل گیارہ جون کو منعقد ہو رہا ہے بہت سے ایسے اجتماعات ہیں جو اور بھی جگہ ہو رہے ہوں گے، بعضوں کو موقع مل جاتا ہے وقت پر اطلاع دے دیتے ہیں، بعضوں کی اطلاعیں بعد میں ملتی ہیں، بعضوں کو وقت پر یاد بھی نہیں رہتا مگر خواہش سبھی کی ہوتی ہے۔ پس جہاں جہاں بھی دینی اغراض سے جماعت احمدیہ کسی رنگ کے بھی اجتماع منعقد کر رہی ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالے۔ خالصۃً للہ اکٹھے ہوں، خالصۃً للہ جدا ہوں اور ان کے تمام کے ملنے میں بھی برکتیں ہوں، ان کی جدائیوں میں بھی برکتیں ہوں۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے صرف وہی بات بیان کروں گا جو من وعن میں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے الفاظ میں کوئی روایت بیان نہیں کی بلکہ وہ الفاظ یاد رکھے ہیں اور یہ روایت بیان کرتے وقت کہا کرتے تھے کہ میں وہی بات کہوں گا جو بعینہٖ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور غالباً یہ غیر معمولی احتیاط اسی لئے انہوں نے برتی ہے کیونکہ حدیث قدسی میں جب آنحضور ﷺ بات خدا کی طرف منسوب کریں تو وہ کلام غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتا ہے اور من وعن ویسا ہی بیان کرنا ضروری ہے فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی ہے اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی ہے اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے دوستی کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی ہے اور صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی“ یہ جو آخری فقرہ ہے ”صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی“ ان کے ضمیر کی احتیاط نے پھر ایک تقاضا کیا ہے کہ مجھے یہ بعینہٖ یاد نہیں غالباً یہی کہا تھا اس لئے احتیاطاً یہ کہا کہ یا تو بالکل یہی الفاظ تھے ”صلہ رحمی کرنے والوں پر“ یا یہ فرمایا تھا کہ ”ایک دوسرے سے

میری خاطر ملنے جلنے والوں پر‘‘ اللہ پر ان کی محبت فرض ہو جاتی ہے۔(مسند احمد بن حنبل، جز خامس صفحہ:229)

آج کے جتنے اجتماعات ہیں وہ خدا کے فضل کے ساتھ محض للہ ہیں اور جماعت کے تمام اجتماعات محض للہ ہوتے ہیں۔کوئی میلہ ٹھیلہ مراد نہیں ہوتی اور کوئی مقصد نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ ہی آپس میں تعلقات کے روابط بڑھتے ہیں اور ان اجتماعات میں شامل ہونے والے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں جو بات بیان فرمائی وہ یہی تھی کہ محض للہ یہاں آؤ اور دین سیکھو اور آپس میں محبتیں بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرو اس طرح جماعت میں ایک عالمگیریت آنی شروع ہو جاتی ہے اور آپ اگر اپنے طور پر سوچیں، وہ لوگ جن کو مرکزی جلسوں میں آنے جانے کے موقعے ملتے رہتے ہیں یا مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اور کوئی اور قوم یہ دعویٰ ہی نہیں کر سکتی۔کیونکہ کثرت کے ساتھ اللہ کے نام پر ایک جگہ اکٹھے ہونے والے جو مختلف ملکوں اور قوموں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں کہیں اور اکٹھے نہیں ہوتے اور آپس میں پھر ایک دوسرے سے ان کی محبتیں نہیں بڑھتیں۔انگلستان کی جماعت میں جب تک انٹرنیشنل جلسہ شروع نہیں ہوا تھا ان کو اس بات کا ذائقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔اتفاقاً کوئی باہر سے آ گیا اور شامل ہو گیا۔اب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہر جلسے پر سب دنیا سے لوگ کھچے چلے آتے ہیں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے اور جب ایک مقامی آدمی کی ان پر نظر پڑتی ہے تو بلا شبہ محبت کی نظر پڑتی ہے۔کئی دفعہ گزرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کوئی غیر ملکی کھڑے ہیں اور ساتھ اردگرد مقامی لوگ جمگھٹا کر کے کھڑے ہو گئے اور بڑے غور اور پیار سے ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے ان سے مصافحہ کرے، ان سے تعلقات بڑھائے۔یہی حال آنے والوں کا ہوتا ہے۔جاتے ہیں تو بھیگی ہوئی آنکھوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں اور واپس جا کر جو خطوط لکھتے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ مقامی لوگوں سے ہی نہیں بلکہ وہ دوسرے، جو دوسرے ملکوں سے آئے تھے ان سے بھی ان کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے ہیں اور پھر آپس میں خط و کتابت کے سلسلے چل پڑتے ہیں ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں کہ تم ہمارے ملک میں بھی آؤ۔ تو یہ عالمگیریت جو جماعت احمدیہ کو عطا ہوئی ہے۔درحقیقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم

ہی کا صدقہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ گُر سیکھے یہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے ہی سیکھے تھے اور ان کو پھر جاری فرمایا اور ایسی جماعت میں جاری فرمایا جس کو آپ کے ساتھ للّٰہی محبت تھی۔ ایسی محبت کہ آج کی دنیا میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آ سکتی کہ کسی جماعت کو اپنے امام سے ایسا گہرا عشق، اتنا پیار ہو کہ اس کی ادنیٰ باتوں پر بھی جان قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہو۔ پس وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیکھا وہ اپنے آقا و مولا اور ہم سب کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھا اور چونکہ آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کو اس دنیا کے مہدی اور امام تسلیم کر کے ہمارے دل میں للّٰہی محبت پیدا ہوئی اس لئے اسی محبت کے صدقے، اسی محبت کے رابطے سے ہمارے آپس کے تعلقات بڑھ رہے ہیں لیکن ہم کتنے ہیں جو اس بات کو سوچتے ہیں۔ بسا اوقات ملنے والوں کو، تعلق بڑھانے والوں کو خیال ہی نہیں آتا کہ یہ سلسلہ کیا ہو رہا ہے اور کہاں سے چلا تھا۔

یہ جو حدیث میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے یہ سارے جلسوں کی روح اس کے اندر شامل ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کا حضرت رسول اکرم ﷺ کا کلام حصہ بن چکا تھا۔ آپ کی سرشت بن گئی تھی، آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ پس جو باتیں بھی آپ فرماتے تھے، جو نصیحتیں بھی کرتے تھے وہ تمام تر قرآن اور حدیث پر مبنی بلکہ اس کی روح میں جذب ہو کر کیا کرتے تھے اور بھی تو کرتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ قرآن کی باتیں کر رہے ہیں، کون ہے جو ان کی بات کو مانتا ہے۔ **تو للّٰہی محبت سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ اس طاقت ہی کے نتیجے میں اجتماعیت بنتی ہے۔ اسی طاقت کے نتیجہ میں اطاعت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ للّٰہی محبت کو نکال دیں تو پیچھے کچھ بھی نہیں رہے گا،** وہ جمیعت جو بظاہر ایک توحید کے نام پر ایک عظیم مقدس نام پر عالمگیریت کا دعویٰ کرتی ہے وہ منتشر ہو کر پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ مسجد کا مسجد سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ فرد کا فرد سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور صلہ رحمی کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

پس اگر آنحضرت ﷺ نے 'صلہ رحمی' بھی فرمایا تھا تو اس مضمون کی تکمیل ہوئی ہوگی۔ میرا ذاتی رجحان یہی ہے کہ آپ نے صلہ رحمی ہی فرمایا ہوگا۔ ان کو جو شک پڑا ہے راوی کو اس وجہ سے شک پڑا ہے کہ مضمون تو عالمگیریت کا ہے سب بھائیوں کا ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرنے کا، یہاں صلہ رحمی کا کیا ذکر آ گیا۔ اپنی طرف سے تو پورا یاد کیا تھا اور نفس گواہی دیتا تھا کہ یہی ہے جو مجھے

یاد ہے تبھی شروع میں یہ دعویٰ کیا کہ میں جو کچھ بیان کروں گا لفظاً لفظاً وہی ہے جو حضور اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے۔

آخر پر پہنچ کر اگر شک ہے تو دراصل یادداشت کا شک نہیں مضمون کا شک پڑا ہے۔ آنحضورؐ تو للّٰہی محبت کی باتیں کرتے ہیں تمام دنیا کے ہر قوم سے تعلق رکھنے والے اس محبت میں باندھے جاتے ہیں وہاں رشتوں کی محبت کی کیا بحث ہے۔ لیکن صلہ رحمی کا اس سے گہرا تعلق ہے کیونکہ قرآن کریم عدل اور احسان کے بعد ایتاء ذی القربیٰ کی بات کرتا ہے۔ احسان میں کون سے خونی رشتے ہوتے ہیں۔ احسان کا مضمون ہی دراصل عالمگیریت سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یہ مضمون برابر تعلق رکھتا ہے اور کوئی فرق نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر ایسی بات کہہ کر احسان کا مضمون بیان کر کے جس کا بنی نوع انسان سے اور انسان کی عالمگیریت سے تعلق ہے اچانک مضمون کا رخ صلہ رحمی کی طرف پھیر دینا اور ایتاء ذی القربیٰ کا ذکر کر دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ جو معنے وہاں رکھتا ہے وہی یہاں معنے رکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ للّٰہی محبت پھر ایسی بڑھی کہ اس میں پھر سوچوں کے دائرے ختم ہو جائیں۔ یہ سوچ کہ ہمیں محبت ہونی چاہئے۔ یہ اگر کام دکھا رہی تھی تو خود غائب ہو جائے اور اس کی جگہ ایک ایسا تعلق لے لے جس میں سوچوں کا کوئی دخل نہیں ہوا کرتا۔ ماں بیٹے سے محبت کرتی ہے تو یہ سوچ کر تو نہیں کرتی کہ مجھے محبت کرنی چاہئے۔ بیٹا ماں سے پیار کرتا ہے یہ سوچ کر تو نہیں کرتا کہ مجھے پیار کرنا چاہئے۔ اسی طرح رحمی رشتوں کا حال ہے۔ تو فرمایا کہ صلہ رحمی کرو یعنی بنی نوع انسان کے ساتھ اللہ کی خاطر ایسا تعلق قائم کرو کہ وہ تمہارے خونی رشتے بن جائیں اور خونی رشتوں کی طرح پاک صاف اور دلیل کے احتیاج سے بالا ہو جائیں، کوئی دلیل کی ضرورت نہ رہے، از خود تعلق دل سے پھوٹے۔

اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں جماعت احمدیہ اس مضمون کے اطلاق کا ایک زندہ اور پاکیزہ نمونہ ہے۔ آپ بے شک اپنی یادوں کو کرید کر دیکھیں۔ آپ نے جب جلسوں میں شرکت کی ہے جہاں للّٰہی لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو کبھی آپ نے کسی افریقہ سے آئے ہوئے سے اس لئے محبت نہیں کی کہ مجھے کرنی چاہئے۔ کسی فجی آئی لینڈ کے دوست سے یہ تعلق نہیں باندھا کہ چونکہ ایسا ہونا چاہئے اس لئے میں تعلق کروں گا۔ دل سے از خود محبت پھوٹتی ہے۔ اسی ’طبعی محبت‘ کا نام ’صلہ رحمی‘

ہے۔ پس آج کی دنیا میں حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ارشادات کو عملی نمونہ کے طور پر اگر کسی نے زندہ دیکھنا ہے اور اجاگر ہوتا ہوا دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کی تخلیق میں دیکھے۔ جماعت احمدیہ جن خطوط پر آگے بڑھ رہی ہے یہ وہی نمونے ہیں جن کو پیدا کرتی ہوئی اور مزید بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ پس جیسا کہ میں پہلے بھی اس مضمون کو نئے آنے والوں کے تعلق سے بیان کر چکا ہوں۔ آج پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔ اس وسیلے کو نکال دیں تو باقی امت محمدیہ بھی تو وہی موجود ہے جس میں قرآن بھی موجود ہے اور حدیث بھی موجود ہے ان کو کیوں یہ محبت نصیب نہیں۔ کس طرح ان کے دل ایک دوسرے سے کٹے ہوئے اور بٹے ہوئے ہیں۔ پس اس نصیحت کو یاد رکھیں کہ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جا سکتے۔ پہلے بھی میں نے ایک آیت کریمہ کے حوالے سے سمجھایا تھا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا ہے کہ تو نے دل نہیں باندھے میں نے باندھے ہیں۔ تجھ میں طاقت نہیں تھی کہ ان ایک دوسرے کے دشمنوں اور جان کے دشمنوں کو بھائیوں کے رشتے میں آپس میں باندھ دو، ایک جان بنا دو۔ اللہ کو طاقت تھی، اللہ نے باندھا ہے لیکن کیسے؟ بِنِعۡمَتِہٖۤ اللہ کی نعمت سے اخوان بنے ہیں اور نعمت کا مضمون قرآن سے ثابت ہے۔ اول طور پر نبوت پر اطلاق پاتا ہے۔ پس فرمایا کہ تیری نبوت جو تجھے خدا نے رحمت کے طور پر عطا کی ہے وہ بھی تو تو گھر سے نہیں لے کے آیا تھا۔ وہ نبوت بھی تو ہم نے عطا کی تھی۔ اس نبوت میں طاقت نہیں مگر اللہ نے جس مقام پر تجھے فائز فرمایا ہے اس مقام کو اس منصب کو کچھ طاقتیں عطا کی ہیں انہی کی برکت ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے یہ سب ایک دوسرے سے تعلق باندھے جا رہے ہیں۔

اس بات کا قطعی ثبوت کہ یہ تفسیر درست ہے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بیچ سے نکال لیں۔ آپ کی محبت کو ہٹا دیں تو وہی قرآن ہے وہ کبھی وہ محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ جب اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور جانے کے لئے رخصت ہوئے تو کیا واقعہ گزرا۔ کس طرح پھر آپس میں لڑائیاں شروع ہوئیں اور پھر وہ تفرقے بڑھتے بڑھتے آج اس حال پہ مسلمان پہنچ چکے ہیں کہ ناقابلِ بیان ہے۔ تو نعمت سے اول مراد رسول کی ذات ہے۔ خدا کا نبی ہے اور باہمی محبت اس کے مرکز میں پہلے

مرکوز ہو کر پھر وہاں سے منتشر ہوتی ہے اور شعاعوں کی طرح پھوٹتی ہے۔ وہ تعلق بیچ میں نہ ہو تو آپ سب منتشر ہو جائیں گے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آج تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت استخلاف کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے۔ فرمایا وہ جاہل ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ نبوت کی برکتیں نبی کی زندگی تک محدود ہو جاتی ہیں ان برکتوں کو آگے چلانے کے لئے آیت استخلاف کا وعدہ ہے اور خلافت کے ذریعہ وہ برکتیں آگے بڑھائی جاتی ہیں۔

پس یہ بھی امرِ واقعہ ہے کہ جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی کوئی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی اور یہی محبت ہے جو پھر آپس میں انتشار کرتی ہے۔ جس طرح ایک مرکز پر لیزر کی شعاعیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہو کر ارد گرد پھیلیں، وہی کیفیت ہے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپ کے آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو میں ساری اپنی زندگی کی تاریخ اور تجربوں پر نگاہ ڈال کر بیان کر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے جن کو خلیفہ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہی آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جن کے دل میں بغض اور دُوریاں ہوتی ہیں وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے بغض کرتے ہیں اور دُور ہو جاتے ہیں۔

پس اگر آپ نے اس نعمت کو پکڑے رہنا ہے تو وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اللہ کی رسی پر اجتماعیت کے ساتھ مضبوطی سے ہاتھ ڈال دیں اور ایسا ہاتھ ڈالیں کہ لَا انْفِصَامَ لَهَا وہ مضمون بھی صادق آئے کہ پھر اس ہاتھ کا چھٹنا ممکن نہ رہے۔ اگر ایسا ہو تو آپ کی آپس کی محبت کی ہمیشہ کے لئے ضمانت ہے، کوئی دنیا کی طاقت آپ کو پارہ پارہ نہیں کر سکتی، کوئی دنیا کی طاقت آپ کے دلوں کو پھاڑ نہیں سکتی اور یہ سارے وہ مضمون ہیں جو قرآن کی وحی کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کی ذات میں ظاہر ہوئے، آپؐ کی ذات میں جلوہ گر ہوئے، آپؐ کی زبان سے ہم نے ان کو سنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے اس زمانہ میں ہم نے ان کے اندر ایک زندگی پائی۔ وہ زندگی جو ہمیشہ سے تھی مگر لوگ مردہ تھے جن پر وہ اثر نہیں کر رہی تھی، مسیح موعود

علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد سے ہم نے اسے زندہ محسوس کیا اور اسی زندگی سے ہمارے محبت کے رشتے زندہ ہو گئے ، ہمارے دل دوبارہ دھڑکنے لگے، ہم میں اجتماعیت کا احساس ، پیدا ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے گا ہم دنیا کو امتِ واحدہ بناتے رہیں گے۔ یہ طاقت ہمیں خدا سے نصیب ہوئی ہے، کوئی دنیا کی طاقت، یہ طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی۔ راز اس کا وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کو سمجھیں، اس پر قائم ہو جائیں تو آپ کے اندر مزید مقناطیسی طاقتیں پیدا ہوں گی اور آپ بڑی قوت کے ساتھ نئے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھینچیں گے اور یہ اجتماعیت کا دائرہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ان نصیحتوں کو سمجھنے اور حرزِ جان بنانے یعنی جان میں ایک سب سے پیارا وجود سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب اس کے مختلف اظہار ہیں۔ ان اظہارات سے آپ اپنی محبتوں کے جائزے لے سکتے ہیں ان کا تجزیہ کر سکتے ہیں کہ کس حد تک آپ للّٰہی محبت کے اہل ہیں یا للّٰہی محبت کرنے والے اور واقعۃً اپنی زندگی کے روزمرہ کے اعمال سے ثابت کرنے والے ہیں کہ آپ کو ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت ہے۔ میں یہ بات پھر خاص طور پر دہرانا چاہتا ہوں جو حضور اکرمؐ نے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’میری محبت ان پر واجب ہوگئی‘‘ جو للّٰہی محبت میری وجہ سے کرتے ہیں مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں ان سے محبت کروں تو یہ مضمون روحانیت کا حرف آخر ہے۔ تمام مذاہب کا اعلیٰ مقصد بندے کو خدا سے ملانا ہے اور خدا کی محبت کے آداب سکھانے ہیں، وہ رستے بتانے ہیں جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے۔ ان رستوں کی تفصیل پر جائیں تو بہت مشکل رستے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مقامات پر بڑی بڑی ٹھوکریں آتی ہیں اور بے شمار ایسے مقامات ہیں جہاں آپ کو یوں لگے گا کہ سانس اکھڑ گیا ہے اور چلنا دوبھر ہو گیا ہے۔ لیکن یہ محبت کا رستہ ہے جو سب رستوں سے زیادہ آسان ہے اور تمام نصیحتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری خاطر آپس میں پیار کرو گے تو وہ پیار تو ایسا ہے جو تم جانچ سکتے ہو، دیکھ سکتے ہو۔ مجھ سے جو پیار کرتے ہو تم کئی دفعہ دھوکے میں رہتے ہو تمہیں پتا ہی نہیں لگ سکتا کہ پیار ہے بھی کہ نہیں۔ اس پیار کی کچھ علامتیں ہیں جو ظاہر ہونی چاہئیں وہ اللہ ہمیں بتاتا ہے محمد رسول اللہؐ کی وساطت سے۔ وہ علامتیں یہ ہیں کہ اگر تم سچی محبت مجھ سے کرتے ہو تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے کیونکہ ان سب کا رشتہ مجھ سے ہے۔

میرے رشتے کی خاطر ان سے تعلق بڑھاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی ذات پر تمہاری محبت فرض کرلوں گا۔ اگر کسی مذہب میں اس بات کی ضمانت مل جائے کہ اس کے پیروکاروں پر اللہ کی محبت فرض ہوگئی تو اس سے بڑی اور کیا نعمت ممکن ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا یہ نصیحت روحانیت کے مضمون کا حرفِ آخر ہے۔ اس سے بلند تر کوئی نصیحت نہیں ہوسکتی تھی اور کتنی سادہ اور کتنی آسان ہے لیکن روزمرہ کی جو علامتیں ہیں ان پر بھی غور ضروری ہے۔ ان پر نظر ڈالے بغیر ہم پہچان نہیں سکتے کہ ہماری محبت محض ایک رومانی فرضی محبت تھی یا سچی اور حقیقی تھی۔

فرماتا ہے ''میری محبت واجب ہوگئی'' اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی۔ اب جلسے پر بھی جب دوست تشریف لاتے ہیں اس کے علاوہ بھی جب ایک احمدی دیکھتا ہے کہ کسی اور احمدی کو کوئی ضرورت ہے اور وہ اس پر کمر بستہ ہوجاتا ہے کہ کسی طرح اس کی ضرورت کو پورا کرے اور یہ روزمرہ عام طور پر جاری وساری مضمون ہے تو بحیثیت جماعت وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ ہم وہی جماعت ہیں جس کا ذکر اس حدیث نبوی میں ملتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی محبت مجھ پر واجب ہوگئی۔ پس خدا کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنا، خدا کی خاطر ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنا یہ درحقیقت اللہ کی محبت کی ایک علامت ہے اور اسی لئے للّٰہی محبت کی شرطوں میں اس کو داخل فرمایا گیا ہے۔

پھر فرماتا ہے، ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے دوستی کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو حقیقت میں آنحضرت ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور خدا سے محبت کرتے ہیں وہ دینی خدمت کرنے والوں سے نفرت کر ہی نہیں سکتے، یہ ناممکن ہے۔ اس لئے جب بھی کہیں جماعتوں سے مجھے یہ اطلاع ملتی ہے کہ دھڑے بندیاں ہوگئی ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو امیر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور پھر اکٹھ کر کے ایک دوسرے کے ساتھ مشورے کر کے کسی اور کو امیر لانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو مجھے یقین ہوجاتا ہے کہ وہاں سے ایمان اٹھ چکا ہے اور خدا کی محبت کا کوئی اثر ان لوگوں کے دلوں پر باقی نہیں۔ تبھی بعض دفعہ میں نے بہت سخت خطبے اس مضمون پر دیئے ہیں اور بعض دفعہ مجھے لوگ احتجاج کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ چھوٹی سی بات تھی آپ سمجھا دیتے، بات کر دیتے۔

آپ اتنا زیادہ جلال میں کیوں آ جاتے ہیں۔ایک نے مجھے لکھا کہ جرمنی کے ایک خطبہ کے وقت جب آپ بیان کر رہے تھے تو مجھے ڈر تھا کہ آپ کا ہارٹ فیل نہ ہو جائے اس جوش وخروش کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔اصل بات یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی بات جو آپ کو دکھائی دے رہی ہے بے انتہا وقعت والی بات ہے، بے حد ضروری ہے اور ہماری روحانی زندگی کا مرکزی وجود ہے۔ ہماری روحانی زندگی اس بات کو سمجھنے میں ہے کہ اگر اللہ سے محبت ہو تو اللہ کی خاطر کام کرنے والوں سے نفرت ہو ہی نہیں سکتی۔

خلیفہ کی بات تو الگ ہے۔وہ لوگ کہتے ہیں ہمیں خلیفہ سے محبت ہے، ہاں ان سے نفرت ہے۔میں کہتا ہوں اگر ان سے نفرت ہے تو مجھے تم سے محبت نہیں ہے تو اللہ نے یہی مضمون تو سمجھایا ہے کہ میری خاطر محبت کرنے والوں پر میری محبت فرض ہو جاتی ہے۔وہ جو میری خاطر اگر مجھ سے محبت ہے، آپس کی محبت نہیں کر سکتے تو میری محبت ان پر، ان کی مجھ پر، کیسے فرض ہو سکتی ہے۔جب اللہ پر ہی نہیں تو میں کون ہوں؟ میری کیا حیثیت ہے؟ اصل واقعہ ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ سچی محبت کی سچی علامتیں خدا نے کائنات کے سب سے سچے بندے کے منہ سے جاری کروائیں اور یہ ایک قطعی حقیقت ہے۔آپ جن کو انتظامی تجربے ہیں وہ سارے گواہ ہوں گے، سارے اپنے پرانے تجربوں پر نگاہ ڈال کر دیکھ لیں۔جو سچے مومن ہیں جن کو حقیقت میں اللہ اور رسولؐ سے اور جماعت سے پیار ہے وہ خدا کی خاطر خدمت کرنے والوں سے نفرت کر ہی نہیں سکتے۔جن کے دلوں میں بغض دکھائی دے گا ان کے دلوں میں اسی حد تک اللہ کی محبت میں رخنہ دکھائی دے گا یعنی دکھائی دے نہ دے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔پس اس بات کو معمولی نہ سمجھیں۔خدا کی خاطر ایک دوسرے سے پیار کا صرف یہ مطلب نہیں کہ کسی ایک بزرگ کے سامنے ماتھا ٹیک دیا۔وہ ماتھا ٹیکنا تو شرک بھی بن جاتا ہے۔خدا کی خاطر پیار کا یہ ہے اصل مضمون، جس سے آپ کے پیار کی حقیقت کھلتی ہے۔کوئی شخص جس کو آپ جانتے بھی نہیں وہ جو دن رات خدا کی خاطر محبت میں دوڑا پھرتا ہے اور کام کرتا ہے اپنے گھر والوں کو بھلا دیتا ہے آپ اس سے کیسے نفرت کر سکتے ہیں۔نفرت تو کیا اگر آپ کے دل میں طبعی محبت پیدا نہیں ہوتی تو آپ کو خدا کی محبت کا عرفان ہی حاصل نہیں۔

پس حقیقت میں یہ ایسی ہی خدمت کرنے والے ہیں جو جماعتوں کو باندھنے کا موجب

بنتے ہیں اور انہی جماعتوں میں برکت پڑتی ہے جو پھر ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں وہ ان کی بات کو ٹھکراتے نہیں ان کو طعنے نہیں دیتے۔ وہ جب ان سے خدا کے نام پر کچھ مانگنے کے لئے نکلتے ہیں تو عزت واحترام سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے شکریے ادا کرتے ہیں، تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے گھر ایک معزز انسان آیا ہے جس کا سفر محض اللہ کی خاطر تھا۔ اس نے ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے کوئی اپنی نفسانی غرض کے لئے نہیں، کوئی ہم سے مدد مانگنے کے لئے نہیں، کوئی سفارش کروانے کے لئے نہیں، کسی تجارت کی غرض سے نہیں آیا۔ وہ تجارت جس کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اللہ سے کریں اس کا پیغامبر بن کر آیا ہے۔ ہمیں کہتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو لیکن ایسے بھی ہیں جو جب ان کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں تم تو ہر وقت مانگتے ہی رہتے ہو۔ تم سمجھتے ہو دین ہے ہی پیسے دینا۔ تم لوگ دنیا پرست ہو گئے ہو روحانیت سے عاری ہو۔ ہر وقت پیسہ پیسہ، پیسہ دو، پیسہ دو، ان بیوقوفوں کو کیا پتا کہ اللہ نے اپنے دین کے ساتھ اخلاص کی تعریف میں بلکہ بیعت کی شرط میں یہ داخل کر دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ: 111) اللہ نے تو جان کے بھی سودے کئے اور ساتھ ہی پیسے پر بھی ہاتھ ڈال دیا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں کا اور تمہارے سارے اموال کا سودا کر لیا اور تمہارا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ اس کے بدلے پھر جنت تم پر فرض ہوگئی۔ پس للّٰہی محبت کرنے والوں سے اگر محبت ہو اور وہ خدا کے حکم کے تابع آپ سے پیسے مانگنے نکلتے ہیں۔ اپنی جیب میں ڈالنے کے لئے نہیں، اگر آپ کو توفیق نہیں تو کم سے کم کوئی عفو کا کلمہ ہی کہیں، کوئی نرمی کی معذرت ہی پیش کریں۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ: 11) اور پھر فرماتا ہے کہ اگر اور کچھ نہیں تو عفو کا قول اور نرمی کا قول ہی اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچے یا تکلیف دی جائے تو نرم قول ہی کہہ دیا کرو۔ لیکن اگر سچی محبت ہے تو نرم قول کی بات نہیں، ایسے آنے والے کے لئے دل محبت سے اچھلنا چاہئے۔ اس کی عزت دل میں بڑھنی چاہئے۔ اس کی قدر ہونی چاہئے۔ انسان کو اس کو عزت کے ساتھ گھر میں بیٹھنے کی دعوت دینی چاہئے مگر میں جانتا ہوں اکثر کو موقع نہیں ملتا۔ کراچی جیسے شہر میں میں نے ایسے دیوانے ہر وقت پھرتے دیکھے ہیں، لاہور میں دیکھے ہیں، ربوہ میں دیکھے ہیں۔ رجسٹر

اٹھائے ہوئے، بجائے گھر والوں کے پاس بیٹھنے کے، وہ گرمیاں ہوں، سردیاں ہوں، بازاروں گلیوں میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ آپ کہاں جارہے ہیں؟ جی فلاں چندے کی تحریک کرنے جارہا ہوں۔

یہ جو جماعت کے چندے زندہ ہیں جن کی وجہ سے جماعت کے کاموں میں زندگی پڑ رہی ہے یہ انہی مخلصین کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ پس ان کو دعائیں بھی دیں، ان کے لئے دل میں پیار محسوس کریں۔ اگر پیار محسوس نہیں کرتے تو اللہ کی محبت آپ پر واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ جو میری خاطر آپس میں محبت کے رشتے باندھتے ہیں ان پر میری محبت واجب ہوتی ہے اور اللہ کی خاطر ویسے کیسے محبت ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں غور تو کر کے دیکھیں اللہ کی خاطر ویسے کیسے آپ کو محبت ہو جائے گی جب تک اللہ کے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ محبت نہ ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی کسی کو دنیاوی محبت ہوگئی اور اس حدیث کا بہانہ لے لیتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اس کو اطلاع کرو جس سے تمہیں محبت ہوگئی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ)۔ حالانکہ آپ للّٰہی محبت کی بات کر رہے ہیں۔ دنیا کے عشق کی باتیں نہیں کر رہے اور اس بہانے لوگ اطلاعیں کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک خط میرے پاس کسی کا کسی کے نام آیا لیکن میری معرفت اور جو لکھنے والے تھے ان کو اتنا یقین تھا کہ وہ صحیح بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے میری وساطت سے وہ خط بھجوانے کے لئے درخواست دی کہ آپ پڑھ بھی لیں اور آگے چلا دیں۔ وہ ایسا لغو اور بے ہودہ خط تھا اور مجھے حوالہ دیا گیا تھا اس حدیث کا کہ دیکھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کسی سے محبت کرے اسے بتا دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ اس محبت کا تو وہم وگمان بھی حضور اکرمؐ کے ذہن یا دل سے گزرا نہیں تھا۔ جس کی بات تم کر رہے ہو اور آگے آپ چلا دیں۔ میں نے ان کو کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ بھی آئندہ یہ جہالت نہ کریں نہ خود لکھیں نہ مجھے دیں نہ کسی اور کو دیں۔ یہ معین بات میرے ذہن میں آئی تھی تو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ اس سے ادنیٰ درجوں پر ایسی بہت سی مثالیں آپ کو ملیں گی۔ کئی لوگوں کے دل میں یہ غلط فہمی ہوتی ہے وہ مراد نہیں ہے۔ للّٰہی محبت ہو، پھر جائیں اس کو بتائیں کہ تمہاری ذات سے ہمیں اور کوئی تعلق نہیں تم اللہ کی خدمت کرنے والے ہو اس لئے ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ اس طرح جماعت کے رشتے للّٰہی محبت میں اتنے مضبوط اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے کہ وہ اجتماعیت جو آج آپ خدا کے فضل سے دیکھ رہے ہیں اس میں مزید

طاقت پیدا ہوگی۔ نیا خون دوڑنے لگے گا اور اس کی جماعت کو بہت ضرورت ہے۔ پس جہاں جہاں جماعتیں ابھی بھی پھٹی ہوئی ہیں ان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ اپنے ایمان کی تکذیب کر رہی ہیں کوئی نہ کوئی گروہ ان میں لازماً ایسا ہوگا جس کو ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے میں کہتا ہوں، کوئی نہ کوئی، کیونکہ جب دوسرا فریق مناصب سے اتر جاتا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والا اوپر آ جاتا ہے تو وہ اس سے وہی سلوک شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ سچے تھے تو منصب سے اترنے کے بعد ان کو عجز اور اطاعت کے وہ نمونے دکھانے چاہئیں جس سے منصب پر فائز لوگ سمجھیں کہ ہم جھوٹے تھے۔ ہم حق نہیں رکھتے کہ اس منصب پر آئیں، یہ وہ لوگ ہیں جو حق رکھتے ہیں۔ پس للّٰہی محبت کی پہچان تو روزمرہ عام ہے۔ ذرا سی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو آپ پہچان سکتے ہیں کہ کس حد تک آپ آنحضورؐ کی ہدایت کے مطابق محبت کرتے ہیں۔

آخر پر فرمایا اور صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی میری محبت واجب ہوگئی۔ ایک صلہ رحمی تو وہ ہے جو ماں باپ اور بیٹیوں اور بیٹوں اور ماں باپ کے درمیان یا بھائیوں بہنوں کے درمیان چلتی ہے۔ ایک وہ ہے جو للّٰہی محبت صلہ رحمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہاں جہاں تک میں سمجھا ہوں یہی مراد ہے کہ جب وہ محبت بڑھ کر ایسی ہو جاتی ہے جیسے خونی رشتے ہوں تو پھر ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جو مومن کا معراج ہے۔ اس مضمون کو ان آیات سے تقویت ملتی ہے جن میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہیں اللہ اور رسولؐ کی محبت اپنے ماں باپ، اپنے اقرباء، اپنے سب دوسرے عزیزوں سے بڑھ کر نہیں ہے تو تمہیں نہیں پتا کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ پس صلہ رحمی سے یہی مراد ہے کہ ایسے مقام پر پہنچ جاؤ جب رشتے خونی رشتوں کا رنگ اختیار کر جائیں اور اس روحانی خونی رشتوں میں سب سے بڑا مقام محمد رسول اللہؐ کا ہے۔ پس ظاہر بات ہے کہ جہاں سے وہ صلہ رحمی پھوٹتی ہے۔ جو مرکز ہے صلہ رحمی کا وہاں سب سے زیادہ محبت ہو۔ اسی مضمون پر اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن میں سے چند میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت کرے۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب) اس حدیث میں اور پہلی حدیث میں صرف الفاظ کا فرق نہیں،

مضمون کا بھی فرق ہے۔ پہلی حدیث میں صرف للّٰہی محبت کی بات تھی۔ یہاں اس مضمون کو مزید کھول دیا گیا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ للّٰہی محبت ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہو۔ جو بات میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں اسی کے ثبوت کے طور پر یہ حدیث پیش کر رہا ہوں کہ اس میں تمام وہ تعلقات داخل ہوتے ہیں۔ جو اللہ کی محبت کے نتیجہ میں بنی نوع کی محبت کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ ان سے جب تعلق بڑھتا ہے تو حقیقت میں اللہ کی محبت کے اظہار ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس آنحضور ﷺ نے قطعی نشانی یہ بیان فرما دی کہ جو بھی اللہ اور رسولؐ کی محبت کی خاطر کسی بھائی سے محبت نہیں کرتا اس کے دل میں ایمان نے جھانکا بھی نہیں۔ اس کو پتا بھی نہیں کہ ایمان کیا ہوتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً ایمان کا سب سے مضبوط کڑا یہ ہے کہ تو اللہ کی خاطر محبت کرے اور اسی کی خاطر نفرت کرے۔ اس میں بھی وہی مضمون ہے جو میں بیان کر چکا ہوں لیکن ایک کا اضافہ اور ہے اور وہ ہے نفرت کا۔ بسا اوقات احمدی جب یہ مختلف جلسوں پر نمایاں طور پر لکھ کر لگاتے ہیں کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں'' تو اس سے لوگوں میں ایک بڑی کشش پیدا ہوتی ہے اور لوگ ملتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک اخباری نمائندے نے ایسے ہی اعلانات دیکھ کر مجھ سے معین سوال کیا کہ کیا واقعۃً سب سے محبت رکھتے ہیں اور نفرت کسی سے نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر یہ لکھ کے کیا لگایا ہوا ہے۔ میں نے کہا آپ اس کا مفہوم نہیں سمجھے۔ مراد یہ ہے کہ عمومی طور پر جہاں ابھی ہمیں پتا نہیں کہ کوئی کیا چیز ہے ہم بنی نوع انسان میں سب سے محبت ہی کرتے ہیں اور کسی سے نفرت نہیں کرتے۔ کوئی رنگ، کوئی نسل، کوئی مذہب، ہمارے لئے نفرت کا پیغام لاتا ہی نہیں ہے۔ ہم سب سے محبت کرتے ہیں لیکن جو اللہ سے نفرت کرے اس سے ہم نفرت کرتے ہیں۔ وہ اور مضمون ہے یہ اور مضمون ہے۔ ان دونوں کو خلط ملط نہ کرو۔ وہ پھر سمجھ گیا اس نے کہا ٹھیک ہے میں بات سمجھ گیا ہوں یہ درست ہے۔ اور اسی لئے غالباً اس نے سوال بھی کیا تھا کہ یہ تو غیر فطرتی بات ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہر ایک سے محبت ہو خواہ آپ کو جن سے محبت ہے ان سے کوئی شخص نفرت بھی کر رہا ہو۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت جلَّ شانہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سمجھا کر اپنے باپ کے لئے دعا سے روکا۔ جہاں تک حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا تعلق ہے اس دعا میں ہی آپ نے یہ عرض کیا تھا کہ اے خدا میں اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں وہ صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا تھا، وہ بھٹکا ہوا تھا،

ضالین میں سے تھا۔ تو یہ تو پتا تھا آپ کو لیکن اس کے باوجود دعا کے وعدے پر قائم رہے اور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے جب دعا سے روکا ہے تو یہ کہا کہ جب ہم نے اس کو یہ کہا کہ وہ اللہ سے بغض رکھتا تھا پھر کبھی اس کے دل میں خیال نہیں پیدا ہوا یہ ہے حباً للہ اور بغضًا للہ۔ پس اگر آپ اس عبارت کا یہ ترجمہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک سے محبت ہے خواہ وہ آپ کے پیاروں سے نفرت کرتا ہو تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے۔ ایسا دعویٰ ہی نہ کریں جو آپ کو منافق بنانے والا ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس سے زیادہ محبت ہوگی اس سے جو نفرت کرے گا اس کے خلاف طبعاً دل میں نفرت پیدا ہوگی۔ کوئی اس بات کو اچھا سمجھے یا نہ سمجھے فطرتِ انسانی یہی ہے اور فطرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ناممکن ہے کہ آپ فطرت کو تبدیل کر سکیں۔ کوئی تعلیم خواہ کیسی ہی Polished لے کر آئے وہ فطرت کو نہیں بدل سکتی۔ پس بغض بھی اللہ کے لئے ہوا کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اپنی خاطر نہ کرو اپنے تعلقات کو نظر انداز کر دو۔ مگر جب اللہ سے کوئی نفرت کرتا ہے اور خدا سے ٹکراتا ہے اور اسی حد تک اس سے بغض تم پر فرض نہیں تمہاری فطرت کا ایک طبعی حصہ ہے طبعی ردعمل ہے کیونکہ تم محبت کرتے ہو۔ پس یہ کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جس کو بتا کر واجب کیا جا رہا ہے کہ نفرت کرو۔ یہ تعلیم ہے جو یہ بتا رہی ہے کہ چونکہ تمہیں محبت ہے اسی لئے اللہ سے بغض کرنے والوں کے لئے تمہارے دل میں نفرت کے سوا کچھ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ زور بھی لگاؤ تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن وہ نفرت اور عام دنیا کی نفرت الگ الگ چیزیں ہیں۔ یہ مضمون آپ کو سمجھانا ضروری ہے ورنہ آپ اس رنگ میں نہ نفرت کرنے لگ جائیں جن معنوں میں دنیا نفرت کرتی ہے۔ وہ نفرت ایسی ہے جو آپ کے رحم سے اس کو محروم نہیں کرتی۔

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ للّٰہی محبت کرتے تھے، سب سے زیادہ للّٰہی بغض کرتے تھے۔ مگر ان کے لئے جب تک وہ زندہ رہتے تھے ان کے لئے دعائیں کرتے تھے اور رحمت کی وجہ سے دعائیں کرتے تھے۔ ابوجہل کے لئے بھی دعا کی۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کو بھی تو بریکٹ میں ڈالا کہ اے خدا یہ نہیں تو وہ دے دے۔ وہ نہیں تو یہ دے دے، وہ رحمت ہی کی تو دعا تھی۔ پس بغض کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کیلئے ہلاکت کے گڑھے کھودنے لگ جائیں ان سے ناجائز انتقامی کارروائیاں کریں جن کا خدا نے آپ کو اختیار نہیں دیا۔ ان کا برا چاہنا اور ہے اور للّٰہی نفرت ہونا اور

چیز ہے۔اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ لیں ورنہ آپ کے دل میلے اور کڑوے ہو جائیں گے اور میلے اور کڑوے دلوں میں اللہ کی محبت بھی نہیں رہتی۔ وہ بھی وہاں سے ڈیرے اٹھا لیتی ہے۔ پس للّٰہی نفرت کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص آپ کو پسند نہیں آتا آپ کو تکلّف ہوتی ہے ایسے شخص سے۔لیکن اس کو آپ مارتے نہیں ہیں، اس کو زہر نہیں دیتے، اس کے اموال نہیں لوٹتے، اس کے بچوں کا برا نہیں چاہتے۔اللہ کی خاطر رحم جو ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے کیونکہ خود اللہ کا رحم ہر چیز پر غالب ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا۔اب وہ رحمۃ للعالمین خدا کی رحمت ہی کا ایک حصہ ہے جو حضور کو عطا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت ہر دوسری چیز پر غالب ہے میری تمام صفات پر میری رحمت غالب ہے۔ پس نفرت پر بھی غالب آجاتی ہے۔

پس دنیا سے اللہ کی خاطر محبت کریں، اللہ کی خاطر بغض کریں، مگر بغض وہ نہیں جو دنیا والے کرتے ہیں کہ ان کی برائیاں سوچیں، **ان کا برا چاہیں، اللہ کی خاطر نفرت ایک عجیب نفرت ہے۔اس کے باوجود آپ برا نہیں چاہتے۔کب آنحضور ﷺ نے دنیا کا برا چاہا تھا۔آپ تو ان کو بھی دعائیں دیتے تھے جو آپ کو مارتے تھے اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔** تو صاف پتا چلا کہ نفرت کا مضمون کچھ اور معنے رکھتا ہے اس کو دنیا کے عام رائج معنوں میں لینا بڑی بھاری جہالت ہوگی۔ ورنہ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ رسول اللہ ﷺ خود تو دوسروں کو نصیحت فرماتے تھے کہ خدا کی خاطر بغض بھی کرو اور بغض نہیں کرتے تھے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب بغض کا کہتے تھے تو خود بھی بغض رکھتے تھے۔مگر جو صاحب اکرام لوگ ہیں ان کی نفرتیں بھی عزت والی ہوا کرتی ہیں وہ کمینوں والی نفرتیں نہیں کیا کرتے اور سب سے بڑے صاحبِ اکرام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں تو آپؐ سے للّٰہی بغض کے رنگ سیکھیں۔ کس طرح آپ نے بغض کیا اور کس طرح اس بغض کے باوجود آپؐ نے رحمتیں برسائیں اور نیک دعائیں دیں کبھی کسی کا برا نہیں چاہا۔ ہر ایک کے لئے پاکیزہ تعلیم دی، رحمت اور عفو کی تعلیم دی، اور جنگ میں جب صحابہ کو بھیجا کرتے تھے تو جو نصیحتیں فرماتے تھے ان نصیحتوں سے ظاہر ہے کہ مخالف خدا کی خاطر دشمنی کرتے ہوئے دندناتے ہوئے چلے آرہے ہیں، حملہ آور ہو رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں بوڑھوں کو کچھ نہیں کہنا، فلاں کو کچھ نہیں کہنا، جو قیدی ہو جائے اس سے حسنِ سلوک کرنا ہے اس کو برا نہیں کہنا۔ یہ بغض ہے ہاں یہی بغض ہے مگر صاحبِ اکرام لوگوں کا بغض ہے۔ وہ جن کو

اللہ نے اکرام بخشا ہے اوران کا بغض دنیا کی محبتوں سے بھی بہتر ہوا کرتا ہے۔اس بغض کے باوجود آپؐ ہی کی دعائیں تھی جنہوں نے عرب کی کایا پلٹ دی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں جس نے صدیوں کے مردوں کو زندہ کر دیا۔ جو بگڑے ہوئے تھے ان کو الٰہی رنگ عطا فرما دیئے۔ پس ہرگز نفرت اور للّٰہی بغض کا کوئی جاہلانہ معنی نہ کریں۔ جو بغض آنحضرت ﷺ نے کیا ہے اس حد تک کریں اور وہ بغض ایک اور رنگ میں ظاہر ہوا ہے جو سمجھنا ضروری ہے۔ان کی بدعادتوں سے نفرت تھی ان کو اس حد تک بری نظر سے دیکھتے تھے کہ صحابہ میں اگر چہ منع نہ بھی ہو وہ باتیں پسند نہیں فرماتے تھے۔

فرمایا یہود اب خدا کی خاطر بغض کی ایک ایسی مثال ہیں جس کے اوپر قطعیت کے ساتھ قرآن گواہی دے رہا ہے۔ مَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وہ اللہ کے مغضوب تھے اگر ان سے غضب نہیں تو پھر اور کس سے غضب ہوگا۔ پس آنحضرت ﷺ کے نزدیک یہود مغضوب تھے لیکن کیسا غضب دکھایا، یہ بھی تو غور کریں۔ فرمایا دیکھو یہود سر منڈاتے جس کو آج کل Skin Head کہتے ہیں۔ ٹنڈیں کرانا اور حد سے زیادہ داڑھیاں بڑھا دیتے ہیں۔ تم یہ کام نہ کرو اور جو یہود کرتے ہیں ان کی روزمرہ کی عادتیں ہیں اس کے الٹ کرو۔ ایسی بات بغض سے کہی جا سکتی ہے۔ اس حد تک بغض کہ قابلِ نفرت اداؤں بلکہ ان کے ہم شکل ہونے سے بھی بغض اور جہاں تک ان کی ذات پر احسان کا تعلق ہے ایک ایسا جاری چشمہ تھا احسان کا، جس سے کبھی کوئی یہودی محروم نہیں رہا۔ انصاف کا سلوک ان سے کیا گیا، احسان کا سلوک ان سے کیا گیا، ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی یہاں تک کہ جب گواہوں نے ایک چوری کے معاملے میں گواہی دی ایک یہودی کے خلاف تو آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک مجھے دوسری طرف سے بھی گواہی نہ ملے میں فیصلہ نہیں کروں گا۔ قتل کے مقدمے میں ایک وفد حاضر ہوتا ہے جو یہودی قبیلے کی طرف تجارت کے لئے گیا تھا۔ مجھے قبیلے کا نام یاد نہیں آرہا، خیبر میں جو قبیلہ آباد تھا اس کی بات کر رہا ہوں۔ اس قبیلے کی طرف ایک وفد گیا ہے تجارت کا، ان کا ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اب صحابہ میں دیکھیں کیسی اطاعت کی روح تھی، کیسی تنظیم تھی، وہ چاہتے تو جو سمجھتے تھے اس کے مطابق عمل کر دیتے۔ سمجھتے یہ تھے کہ ہمارا حق ہے ان میں سے کسی ایک آدمی کو قتل کر دیں مگر قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، واپس آئے۔ آنحضور ﷺ کے حضور یہ بات پیش کی اور یہ چاہا کہ ہمیں

اجازت دی جائے کہ اب ہم ان کا ایک آدمی قتل کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں گواہ لاؤ۔ اب یہ غضب کی بات ہے کہ دنیا کے لحاظ سے تو غضب نہیں رحمت کی باتیں ہیں لیکن آنحضرت ﷺ کا غضب بھی ایسے کریموں کا غضب تھا جس کریم سے بڑھ کر کسی کریم کا تصور ہو ہی نہیں سکتا اور وہ غضب عدل کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوا۔ پس یہ بات یاد رکھیں شدید نفرت بھی ہو تب بھی عدل کی راہ میں وہ نفرت حائل نہیں ہو سکتی۔ خواہ اس نفرت کا نام آپ للّٰہی نفرت رکھیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ گواہی کیسی، وہ تو سب یہودی ہیں ہم قوم ہیں، ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ تو گواہی نہیں دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ گواہی نہیں دیں گے تو میں بھی فیصلہ نہیں دوں گا مجھے عدل پر قائم کیا گیا ہے۔ پس نفرت جو عدل کو میلی آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتی اس نفرت کی تعلیم ہے۔

قرآن کریم اس مضمون کو کھول کر بیان فرماتا ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ (المائدہ:9) یہاں شنان قوم سے مراد دشمن کی نفرت آپ سے ہے۔ فرمایا ایک قوم آپ سے نفرت کرتی ہے اور اس کی دشمنیاں مسلّم ہیں، ہوتی چلی آئی ہیں۔ ان نفرتوں کے حوالے سے بھی آپ کو عدل سے ہٹنے کی اجازت نہیں۔ پس نفرت کریں، وہ نفرت کریں جو رحمۃ للعالمینؐ نے کی تھی اور آپؐ کی نفرت غلط اداؤں سے تھی ایسی بے ہودہ حرکتوں سے نفرت تھی جن سے خدا کو نفرت ہوتی ہے۔ تو دراصل ان بے ہودہ اداؤں والا وجود عملاً رستے سے ہٹ جاتا ہے اور وہ نفرتیں نمایاں ہو کر خدا کی خاطر نفرت کرنے والوں کی نظر میں آ جاتی ہیں ان سے نفرت کرتا ہے۔ ان سے دور ہٹتا ہے اور اس کا فیض یہ پاتا ہے کہ خود ان بدیوں سے پاک ہونے لگتا ہے۔ ان بدیوں کے مالک سے نفرت نہیں۔ یعنی ان معنوں میں نفرت بہر حال نہیں کہ اس کا برا چاہیں، اس کو گزند پہنچانے کی اجازت ہو، اس کو گالیاں دیں، اس کی عزت نہ کریں، آنحضرت ﷺ تو بڑے سے بڑے دشمن کے آنے پر بھی جب کوئی آپؐ کے ہاں آتا تھا اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اس کا اعزاز فرمایا کرتے تھے۔ باہر سے غیر مسلموں کو عیسائیوں کے وفد کو آپ نے اپنی مسجد میں عزت کے ساتھ ٹھہرایا اور وہیں اس سے گفتگو فرماتے تھے۔ پس یہ جو خیال ہے کہ اللہ کی خاطر نفرت، مارو کوٹو، یہ تو مولویانہ خیال ہے، قرآن کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

پس اللہ کی خاطر محبت کریں اور اللہ کی خاطر نفرت کا یہ معنی نہ لیں۔ آپ کو اس کی اجازت

نہیں ہے کہ ہم اس امام سے اس لئے نفرت کرتے ہیں ہم نے نمازیں پیچھے پڑھنی چھوڑ دی ہیں کہ یہ برا آدمی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم للّٰہی بغض کریں۔ اس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اب بھی مجھے بعض دفعہ لکھتے ہیں مگر پہلے تو مجھے روزمرہ یہ تجربہ ہوا کرتا تھا۔ میں پاکستان کی جماعتوں میں ہر ذریعے سے پہنچا ہوں۔ سائیکلوں پہ بھی، گھوڑوں پہ بھی، بسوں پہ بھی، کاروں پہ بھی، گاڑی کے ذریعے بھی۔ بہت سفر کیا ہے اور وہاں جہاں جہاں اختلاف ہوتا تھا وہاں بعض لوگ جو کچھ دین کا علم رکھتے ہیں یہ آگے سے حوالہ دیا کرتے تھے کہ للّٰہی بغض ہے ہمیں تو کوئی نفرت نہیں ہمارا تو ذاتی طور پر کچھ نہیں، یہ غلط آدمی اوپر آ گیا جماعت کے اوپر اور اس کی بے ہودہ ذلیل حرکتوں کی وجہ سے ہمیں اس سے نفرت ہے۔ اس کو ہم کہتے ہیں للّٰہی بغض۔ ایسا للّٰہی بغض جس کا رسول اللہ ﷺ کو علم نہیں تھا تمہیں علم ہو گیا ہے۔ پس اپنی تعریفیں ایسی نہ بنائیں جو محمد رسول اللہؐ کی تعریفوں سے ہٹ جائیں وہ جھوٹی اور لعنتی تعریفیں ہیں۔ وہ آپ کو بھی جھوٹا اور لعنتی کر دیں گی۔ وہ محبت کریں، للّٰہی محبت، جو محبت محمد رسول اللہؐ نے کر کے دکھائی ہے اور وہ نفرت کریں للّٰہی نفرت جو حضرت محمد رسول اللہؐ نے کر کے دکھائی اور ان نفرتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ رحمتوں کی بارش برسانے والے وجود تھے۔ جن سے للّٰہی نفرت ہوتی تھی ان کے لئے دعائیں کرتے، ان پر رحمتیں برساتے۔ ایسی نفرتیں کریں جو ساری دنیا میں آپ کی نفرتیں وہ عظیم انقلاب برپا کر دیں گی جو دنیا کی محبتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ نفرتیں بھی دلوں کو باندھنے والی نفرتیں بن جاتی ہیں نہ آپ کی محبت دلوں کو توڑنے والی رہے گی نہ آپ کی نفرت دلوں کو توڑنے والی رہے گی۔ صلہ رحمی کی وہ آخری بات جو آنحضورؐ نے فرمائی وہ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہو گی اور تمام دنیا ایک امت واحدہ ہی نہیں بلکہ ایک وسیع عالمی روحانی گھر میں تبدیل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔